ماڈیول کی تفصیلات اور اس کا خاکہ

Details of Module and its structure

ماڈیول کی تفصیلات **Module Detail**	
مضمون کا نام **Subject Name**	اردو Urdu
کورس کا نام **Course Name**	ثانوی سطح کے اردو اساتذہ کے لیے آن لائن تربیتی کورس **Online Course for Teachers Teaching Urdu at Secondary Stage**
ماڈیول کا عنوان **Module Name/Title**	مکتوب نگاری، خاکہ، رپورتاژ اور ڈائری **Maktoob Nigari, Khaka, Reportaz aur Daiery ki Tadrees**
ماڈیول آئی ڈی **Module ID**	**TUSS_MKR_17**
کلیدی الفاظ **Keywords**	خطوط، مکتوب، خاکہ، انشائیہ، رپورتاژ، ڈائری، احمد جمال پاشا، کلیم الدین احمد، کرشن چندر، مولوی عبد الحق، پودے

ڈیولپمنٹ ٹیم

Development Team

کردار **Role**	نام **Name**	ادارہ **Affiliation**
کورس کوآرڈینیٹر **Course Coordinators**	پروفیسر محمد فاروق انصاری **Prof. Mohd. Faruq Ansari** پروفیسر دیوان حنان خان **Prof. Diwan Hannan Khan**	ڈی ای ایل، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی **DEL, NCERT, New Delhi**
کورس ایڈمنسٹریٹر **Course Administrator**	ڈاکٹر عزیر احمد **Dr. Uzair Ahmad**	ڈی ای ایل، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی **DEL, NCERT, New Delhi**

ماڈیول:17

مکتوب نگاری، خاکہ، رپورتاژ اور ڈائری

فہرست

1	تمہید	3
2	مقاصد	3
3	مکتوب نگاری	3
3.1	اردو میں ادبی مکتوب نگاری کی روایت	4
3.2	مکتوب نگاری کی تدریس	4
4	خاکہ	5
4.1	اردو میں خاکہ نگاری کی روایت	6
4.2	خاکے کی تدریس	7
5	رپورتاژ	8
5.1	رپورتاژ نگاری کی روایت	8
6	ڈائری	9
7	خلاصہ	9

1 تمہید

اردو کی غیر افسانوی نثر میں بہت ساری اصناف شامل ہیں۔ جن میں خود نوشت، سوانح، انشائیہ، خاکہ، رپورتاژ، سفر نامہ وغیرہ کا ذکر آتا ہے۔ اس سبق میں ہم مکتوب نگاری، خاکہ، رپورتاژ اور ڈائری سے متعلق گفتگو کریں گے۔

2 مقاصد

- مکتوب (خطوط)، خاکہ، رپورتاژ اور ڈائری کے اہم فنی نکات۔
- مکتوب، خاکہ، رپورتاژ اور ڈائری کے آغاز و ارتقا۔
- مکتوب، خاکہ، رپورتاژ اور ڈائری کی تدریس کے طریقۂ کار۔

3 مکتوب نگاری

مکتوب، مراسلہ اور خط مترادف الفاظ ہیں۔ خط لکھنا پیغام رسانی کا اہم ذریعہ رہا ہے۔ یہ انسانی معاشرے کی روزمرہ کی ضرورت میں شامل ہے۔ خطوط میں لکھنے والے کی ضروریات، جذبات و خیالات اور اس کی زندگی کے دیگر مسائل بیان ہوتے ہیں۔ ان سے نہ صرف مکتوب نگار بلکہ مکتوب الیہ کی شخصیت پر بھی ہلکی سی روشنی پڑتی ہے۔

ادبی خطوط کی کوئی مخصوص ساخت اور فنی شرائط مقرر نہیں ہیں۔

مکتوب تین اعتبار سے اہمیت رکھتے ہیں:

● ادبی ● سوانحی ● تاریخی

ادبیت اور انشاپردازی کے سبب خطوط کو صنف کی حیثیت حاصل ہوئی۔ خطوط میں لکھنے والے کی شخصیت جھلکتی ہے۔ ان میں مکتوب نگار کا باطن کھل کر سامنے آتا ہے۔ لیکن اشاعت کی غرض سے لکھے جانے والے خطوط میں حقیقی شخصیت پس پردہ رہ جاتی ہے۔

سوانحی نقطہ نظر سے وہ خطوط زیادہ اہم ہیں جن میں بے تکلفی، بے ساختگی اور ذاتی تاثرات کی جھلک ہو۔

3.1 اردو میں ادبی مکتوب نگاری کی روایت

تاریخی نقطۂ نظر سے بھی مکتوبات اہمیت رکھتے ہیں۔ مشاہیر کے خطوط میں بعض ایسے اشارے یا تفصیلات مل جاتی ہیں جو تاریخ کی کتابوں میں نہیں ملتیں۔ غالب کے خطوط میں 1857 سے قبل اور بعد کے بعض ایسے واقعات ہیں جن کا اور سراغ کہیں نہیں ملتا۔

اردو میں ادبی مکتوب نگاری کی روایت غالب سے شروع ہوتی ہے۔ غالب کے خطوط میں ان کی شخصیت اور عہد پوری طرح جھلکتا ہے۔ غالب کے بعد سر سید شبلی، اکبر الہٰ آبادی، علامہ اقبال، مہدی افادی اور نیاز فتح پوری کے خطوط ادبی اہمیت کے حامل ہیں۔ پریم چند، محمد علی جوہر، احسن مارہروری، محمد علی ردولی، جوش ملیح آبادی، سجاد ظہیر، عبد الماجد دریابادی، ابوالکلام آزاد، رشید احمد صدیقی، میراجی، منٹو اور فیض احمد فیض کے خطوط ہمارے مکتوباتی ادب کا قیمتی سرمایہ ہیں۔

3.2 مکتوب نگاری کی تدریس

معلّم طلبا سے پوچھے کہ کیا انہوں نے کبھی کسی کو خط لکھا ہے؟ ان کے جواب کی روشنی میں معلم بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ بتائے کہ خطوط پیغام کی ترسیل کا ایک ذریعہ ہیں۔ دو مختلف مقامات پر رہنے والے لوگ اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے لیے خط لکھا کرتے ہیں۔ اس لیے خط سماج کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اسے مکتوب، چٹھی یا نامہ بھی کہا جاتا ہے۔ عام طور پر اس کی تین قسمیں ہیں:

1۔ ذاتی

2۔ کاروباری

3۔ دفتری

معلّم طلبا کو بتائے کہ ذاتی خط میں القاب و آداب کے بعد خیریت پوچھی اور بتائی جاتی ہے۔ خط کی ابتدا اور اختتام کسی اصول کے تحت نہیں ہوتا لیکن اس میں لازمی طور پر تاریخ اور مقام کا اندراج ہوتا ہے۔ معلّم طلبا کو یہ بھی بتائے کہ خط لکھنے والے کو مکتوب نگار اور جسے خط لکھا جائے اسے مکتوب الیہ کہتے ہیں۔ کلاس میں اس صنف کی تدریس سے قبل مشاہیر کے خطوط کے بارے میں بھی طلبا کو بتایا جائے۔

ذاتی خط لکھتے وقت انسان اپنے جذبات کا اظہار بے تکلفی سے کرتا ہے۔ جیسے غالب کے خطوط میں غالب اکثر مقام پر قہقہہ لگاتے یا اپنے ردّ عمل کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔

خط میں دو افراد آپس میں باتیں کرتے ہیں اس لیے اسے آدھی ملاقات بھی کہا جاتا ہے۔ ذاتی خط کو وہی شخص پڑھتا ہے جس کے نام خط لکھا گیا ہے لیکن ادبی خط کو ہر شخص پڑھ سکتا ہے، جیسے غالب اور مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ کے خطوط۔

کسی انسان کا اصلی روپ اس کے خطوط میں دیکھا جاسکتا ہے۔ خط ذاتی ہوتے ہیں مگر ادبی خطوط میں نجی باتوں میں رنگارنگی پیدا کر کے اسے ہر شخص کے احساسات کے قریب کیا جاسکتا ہے۔ جیسے غالب نے اپنے خطوط میں صرف اپنی خوشی یا غم کا اظہار نہیں کیا بلکہ ان میں دلّی کے لٹنے، قوم کی زبوں حالی اور تاریخ کے اہم واقعات کا بھی ذکر کیا ہے، اس لیے ان کے خطوط محض نجی یا سوانحی حیثیت کے حامل نہیں بلکہ انھیں سماجی، سیاسی، تاریخی، تہذیبی اور ادبی حیثیت بھی حاصل ہے۔

مکتوب کے متن کی جانچ کے لیے استاد ایسے سوال قائم کریں کہ جواب میں مکتوب کا اسلوب اور موضوع دونوں کا احاطہ ممکن ہو جائے۔

اساتذہ، طلبا سے اس طرح کے سوالات کر سکتے ہیں:

(الف) کیا آپ نے کبھی کسی کو خط لکھا ہے؟

(ب) کیا آج بھی خط کی اہمیت اتنی ہی ہے جتنی پہلے تھی؟

(ج) آج کل خط کی کون کون سی نئی صورتیں پیدا ہو گئیں ہیں؟ (د) کیا آپ اسکول میں چھٹی کی درخواست لکھنے اور گھر پر والد کو خط لکھنے میں کوئی فرق محسوس کرتے ہیں؟

اساتذہ ان سوالات کو سبق میں دیے گئے سوالات سے جوڑ کر مشق کی مزید نئی صورت پیدا کر سکتے ہیں۔

طلبا کو متوجہ کرتے ہوئے خط کی بلند خوانی کی جاسکتی ہے۔ پڑھنے کے دوران مشکل الفاظ کی نشان دہی کرتے ہوئے سیاق وسباق کی رو سے معنی بھی طلبا سے پوچھے جاسکتے ہیں۔ اس کے بعد خط کے متن کو طلبا سے باری باری پڑھوایا جاسکتا ہے تاکہ تلفظ اور ادائیگی کی اصلاح ہو سکے۔

4 خاکہ

خاکہ میں کسی شخصیت کی منفرد اور نمایاں خصوصیات کو اس طرح سے بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی تصویر آنکھوں کے سامنے آجائے۔ خاکہ نگاری کسی انسان کے ظاہر اور باطن کی عکاسی کا نام ہے۔ یہاں ظاہر سے مراد وہ انسان ہے جس کا خاکہ لکھا گیا ہے کہ وہ کیسا دکھائی دیتا ہے۔ یعنی جسمانی لحاظ سے وہ کیسا ہے اور اس کی پوشاک، گفتگو، اٹھنے بیٹھنے کا انداز اور لوگوں سے روابط رکھنے کے سلسلے میں اس کا برتاؤ کس

نوعیت کا ہے۔ اسی طرح باطن سے مراد اس کی سوچ، زندگی کے بارے میں اس کا نظریہ، اس کی خوش دلی، بخیلی، فیاضی، دکھ اور سکھ کے تجربات کے وقت اس کا رویّہ کس قسم کا ہے؟ اس کی پسند و ناپسند کیا ہے؟

خاکہ نگاری کے اصولوں میں سے ایک اہم اصول یہ ہے کہ آپ اسی شخص کا خاکہ لکھ سکتے ہیں جسے آپ بخوبی جانتے ہوں۔ جہاں تک سوانح نگاری اور خاکہ نگاری کے فرق کا تعلق ہے سوانح میں کسی شخص کے بارے میں ترتیب وار تفصیل کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ جب کہ خاکے میں ہر بات کی تفصیل ضروری نہیں ہوتی ہے۔ خاکہ نگار اور سوانح نگار کو اس شخص کی خوبیوں اور خامیوں دونوں پہلوؤں کی تصویر پیش کرنی پڑتی ہے۔

4.1 اردو میں خاکہ نگاری کی روایت

اردو میں خاکوں کے اولین نمونے تذکروں میں ملتے ہیں۔ محمد حسین آزاد کی کتاب "آبِ حیات" میں قدرے تفصیل سے شعرا کے خدوخال، مزاج اور افتادِ طبع کو ابھارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اردو کے پہلے باضابطہ خاکہ نگار مرزا فرحت اللہ بیگ ہیں۔ ان کی تصنیف "نذیر احمد کی کہانی کچھ ان کی کچھ میری زبانی" میں نذیر احمد کا خاکہ جس طور سے پیش کیا گیا ہے اس سے خاکہ نگاری کے اصول و ضوابط بھی متعین کیے جاسکتے ہیں۔

1941 میں ڈاکٹر سید عابد حسین کے ریڈیو پر پڑھے گئے خاکوں کا مجموعہ "کیا خوب آدمی تھا" شائع ہوا۔ بشیر احمد ہاشمی کے خاکے بعنوان "گفت وشنید" (1943) اور اس کے بعد مولوی عبدالحق کے خاکوں کی کتاب "چند ہم عصر" (1950) شائع ہوئی۔ اسی زمانے میں رشید احمد صدیقی کی "گنج ہائے گراں مایہ" بھی منظر عام پر آئی۔ ان کے خاکوں کا دوسرا مجموعہ "ہم نفسانِ رفتہ" ہے۔

سعادت حسن منٹو کے خاکوں کا مجموعہ "گنجے فرشتے" (1952) ہے۔ جس میں انھوں نے افسانوی رنگ پیدا کیا ہے۔ عصمت چغتائی کا "دوزخی" نئے انداز کا خاکہ ہے۔

اعجاز حسین، خواجہ حسن نظامی، شوکت تھانوی اور شاہد احمد دہلوی کے خاکے بھی وقیع خیال کیے جاتے ہیں۔ شاہد احمد دہلوی کا فن بہت پختہ ہے وہ چہرہ شناس بھی ہیں اور شخصیت کی نفسیات یعنی مزاج اور افتاد کو سمجھنے کی کامیاب کوشش بھی کرتے ہیں۔ شوکت تھانوی کے مزاج میں بے تکلفی اور بے ساختگی ہے۔ وہ اکثر شخصیت کے بہت سے پہلوؤں میں سے محض چند پر اکتفا کر لیتے ہیں اور انھیں سے خاکے کو لالہ زار بنا دیتے ہیں۔ اشرف صبوحی کے خاکوں کا مجموعہ "دلّی کی چند عجیب ہستیاں" بھی قابلِ ذکر ہے۔ ان میں تہذیبی زندگی کو ایک خاص پس منظر کے طور پر جگہ دی گئی ہے۔ علی جواد زیدی کے خاکوں کے مجموعے "آپ سے ملیے" (1964) میں کسی شخص کے مطالعے میں وہ حدِّ احتیاط کو کبھی عبور نہیں کرتے۔ ان کے یہاں مزاح کا تاثر کہیں کہیں ایک چمک سی پیدا کر دیتا ہے۔ مزاح کا یہ تاثر

شفیقہ فرحت کے خاکوں میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ تخلص بھوپالی، یوسف ناظم، ضیاء الدین احمد برنی، محمد طفیل، احمد بشیر، مجتبیٰ حسین، انور ظہیر خاں اور ندا فاضلی وغیرہ نے بھی دلچسپ خاکے لکھے ہیں۔

4.2 خاکے کی تدریس

"خاکے" کی تدریس کچھ اس طرح کی جاسکتی ہے کہ اس میں طنز و مزاح کے پہلو شامل ہوں اور ان سے اس شخصیت پر روشنی پڑتی ہو جس کا خاکہ لکھا گیا ہو۔ اس طرح کلاس میں ایک دلچسپ ماحول پیدا ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد جس خاکے کو پڑھانا ہے اس کے مصنف کا تذکرہ ضروری ہے۔ مثلاً احمد جمال پاشا کا خاکہ "کلیم الدین احمد" پڑھانا ہے تو احمد جمال پاشا کا کوئی مزاحیہ فن پارہ زیر بحث لائیں اور پھر بتائیں کہ انھوں نے کلیم الدین احمد کے بارے میں کیا لکھا ہے۔

ان مراحل سے گزرنے کے بعد خاکے کی ہیئت اور فن پر گفتگو کی جاسکتی ہے۔ مثلاً یہ بتایا جاسکتا ہے کہ خاکے میں کسی شخصیت کے چند اہم پہلوؤں کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ جس شخص کا خاکہ لکھنا ہو خاکہ نگار اس شخص کا چہرہ، حلیہ، لباس، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، گفتگو کرنے کے انداز کو اس طرح اپنی تحریر میں پیش کرتا ہے کہ اس شخص کی تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خاکہ کسی شخص کا کیمرے سے تصویر لینے کا عمل نہیں۔

خاکہ نگاری کا تقاضا یہ ہے کہ کسی شخص کے بارے میں اس طرح لکھا جائے کہ اس کا ظاہر اور باطن سے سامنے آجائے۔ سوانح نگاری کی طرح خاکے میں ایک ہی شخص کا کردار، گفتار، حرکات و سکنات، عمل و ردعمل، افتادِ طبع اور ذہنی میلان کا بیان ہوتا ہے۔ سوانح نگاری میں ایک ترتیب سے پیدائش تا وفات سارے حالات لکھے جاتے ہیں جبکہ خاکے میں کسی شخص کی زندگی کے چند اہم گوشے ہی اجاگر کیے جاتے ہیں۔

خاکہ نگار جس شخص کا خاکہ لکھ رہا ہوتا ہے، وہ صرف اس کی تعریف ہی نہیں کرتا بلکہ وہ اس میں موجود خامیوں پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ خاکہ محض تعریف یا محض انسانی کمزوریوں کا بیان نہیں ہوتا بلکہ خاکہ اڑانا ہوتا ہے۔

جس شخصیت کا خاکہ لکھنا ہو اس سے واقفیت اور قربت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر خاکہ غیر حقیقی ہو جائے گا۔ اس لیے کہ خاکے میں ہم شخصیتوں کو حد درجہ پر تکلف انسان دیکھنا نہیں چاہتے بلکہ ہم انہیں فطری انداز میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

صنف خاکہ کے تعین کے بعد سبق کی بلند خوانی کا مرحلہ آتا ہے۔ اس کے بعد مشکل الفاظ کے معنی جملوں کے سیاق و سباق میں سمجھائے جائیں۔

سبق کے اعادے کے لیے ایسے مشقی سوالات قائم کیے جاسکتے ہیں جو طلبا کو سبق کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کی ترغیب دیں۔ اس سلسلے میں کچھ اس طرح کے سوالات قائم کی جاسکتے ہیں:

(الف) کیا آپ نے کوئی خاکہ پڑھا ہے؟

(ب) احمد جمال پاشا نے اس خاکے میں کلیم الدین احمد کی کن خوبیوں اور خامیوں کو اجاگر کیا ہے؟

(ج) خاکہ سوانح سے کس طرح مختلف ہوتا ہے۔

5 رپورتاژ

رپورتاژ فرانسیسی لفظ ہے۔ انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں رپورتاژ کا استعمال دو معنی میں کیا جاتا ہے۔ اول اخباری رپورٹ، دوم کسی اخباری رپورٹ میں گپ شپ کے ساتھ رپورٹر کی خود اپنی ذات کا اظہار۔

کسی واقعے یا حادثے سے فوری تحریک ملنے پر جو روداد لکھی جاتی ہے اسے رپورتاژ کہتے ہیں۔ اس قسم کی تحریر جذبات کی صحیح عکاسی کرتی ہے۔ رپورتاژ بیانیہ کا فن ہے جسے فنکاری سے برتا جائے تو رپورٹ عام دلچسپی کا موضوع بن جاتی ہے۔ رپورتاژ نگار تفصیلات اور جزئیات کے ذریعے قاری کے سامنے متحرک تصویروں کا سماں باندھ دیتا ہے۔ رپورتاژ صرف چشم دید واقعات پر لکھا جاسکتا ہے۔ سنے سنائے واقعات پر لکھی گئی تخلیق افسانہ، ناول یا ڈراما تو ہوسکتی ہے رپورتاژ نہیں، کیونکہ اس کا ماحول حقیقی ہوتا ہے۔

رپورتاژ میں واقعہ نگاری، منظر نگاری، کردار نگاری، جذبات نگاری کے ساتھ مکالمات اور واقعے کا افسانوی انداز ہوتا ہے۔

رپورتاژ کی زبان صاف، شستہ اور رواں ہونی چاہیے۔

5.1 رپورتاژ نگاری کی روایت

اردو میں ابتدائی رپورتاژ کے نقوش قدوس صہبائی کے ہفت روزہ "نظام" میں ملتے ہیں جس میں حمید اختر انجمن ترقی پسند مصنفین کے جلسوں کی روداد لکھتے تھے۔ اردو کا پہلا معروف رپورتاژ کرشن چندر کا "پودے" ہے۔ اس کے بعد قرۃ العین حیدر، عصمت چغتائی، احمد ندیم قاسمی، ابراہیم جلیس، مسعود مفتی، سہیل عظیم آبادی اور صفیہ اختر کے رپورتاژ مقبول ہوئے۔

رپورتاژ کے بارے میں طلبا کو بنیادی معلومات فراہم کرنے کے بعد استاد سبق کے منصوبے کے مطابق باقی مرحلوں کی تکمیل کرے۔

6 ڈائری

ڈائری کو اردو میں یاد نگاری، بیاض، روزنامچہ، دستکی اور یادداشت سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ ڈائری انتہائی ذاتی نوعیت کی تحریر ہوتی ہے۔ ڈائری نگار کی دلچسپی، اس کے خیالات، تصورات اور شخصیت کا عکس اس کے ہر صفحے پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ سوانح لکھنے والے کے لیے ڈائری نگار کی بیاض اور اس کے مکتوبات اہم ماخذ ہوتے ہیں۔

ڈائری ہر آدمی لکھ سکتا ہے۔ ڈائری نگار کو کسی موضوع و مسئلے پر گھنٹوں غور و فکر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن ڈائری اسی وقت ڈائری کہلائے گی جب کہ لکھنے والے کے تجربوں میں کچھ ایسی باتیں بھی ہوں جو دوسروں کے لیے دلچسپ ہو سکیں۔ کسی نہ کسی شعبۂ زندگی میں ڈائری نگار اگر کوئی اہم مقام رکھتا ہے اور سماجی سطح پر مقبولِ خاص و عام بھی ہے تو اس کی ڈائری بھی دلچسپ ہو سکتی ہے۔

ڈائری کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ذاتی ڈائری اور دوسری محاضراتی ڈائری۔ ذاتی سے مراد وہ ڈائری ہے جس کا موضوع اول و آخر تک لکھنے والے کی اپنی شخصیت ہوتی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ وہ اپنی ذات سے وابستہ دیگر مظاہر اور اشخاص کا ذکر بھی کرتا ہے لیکن دوسری چیزوں کے مقابلے میں اس کی توجہ اپنی ذات پر زیادہ ہوتی ہے۔

محاضراتی سے مراد وہ ڈائری ہے جس میں مصنف اپنی ذات پر توجہ کم دیتا ہے۔ حالاتِ حاضرہ اور دیگر قسم کی سرگرمیوں پر اس کی نگاہ زیادہ ہوتی ہے۔ خواجہ حسن نظامی کی یادداشتیں یا روزنامچے اس کی عمدہ مثالیں ہیں جن میں وہ اپنی ذات سے زیادہ سیاسی، سماجی اور تہذیبی سرگرمیوں کو اپنی ڈائری کا موضوع بناتے ہیں۔

اختر انصاری کی ادبی ڈائری، فیض احمد فیض کی مہ و سال آشنائی ادبی ڈائری کی مثالیں ہیں۔ سجاد ظہیر کی کتاب "روشنائی" کو بھی ادبی ڈائری کہا جا سکتا ہے۔ ان کے علاوہ مولوی مظہر علی سندیلوی اور محمد علی ردولی کے روزناموں کا شمار بھی یادگار ڈائریوں میں کیا جاتا ہے۔

7 خلاصہ

مکتوب، خاکہ اور رپورتاژ پر گفتگو کرتے ہوئے ہم نے دیکھا کہ مکتوب نگاری ہماری روزمرہ زندگی کی اہم ضرورت ہے۔ مکتوب میں لکھنے والے کی ضروریات، جذبات، واحساسات اور اس کے عہد کے اہم مسائل درج ہوتے ہیں۔

خاکہ میں کسی شخصیت کی زندگی کے چند ایسے اہم پہلو بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی شخصیت کی ایک تصویر سامنے آجائے۔ وہیں رپورتاژ میں کسی واقعے جلسے یا سرگرمی کی آنکھوں دیکھی تفصیلات اس طرح پیش کی جاتی ہے کہ اس کے پڑھنے والے کے سامنے اس کی

مکمل تصویر آ جاتی ہے۔ آپ نے یہ بھی دیکھا کہ ڈائری میں ذاتی اور حاضراتی حالات وواقعات کو قلمبند کیا جاتا ہے۔ یہ تمام اصناف اردو کی اہم نثری اصناف ہیں لہذا ان کی تدریس کے دوران بتائے نکات کو ذہن میں رکھنا چاہیئے۔ ***

Disclaimer	آن لائن کورس کے درسی مواد کی ترتیب وتدوین کے لیے این سی ای آر ٹی کی درسی ومعاون درسی کتابوں اردوزبان وادب کی تاریخ، اردو قواعد وانشا، اردو کی ادبی اصناف، رہنما کتاب، اردو تدریسیات، اردوزبان کی تدریس وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔